

شرح الاعراب نووی

تالیف
الذکر الکریم بن شرف الدین نووی
۶۳۱ - ۶۷۶

ترجمہ و توفاد
پروفیسر سعید مجتبیٰ سعیدی

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

• ریاض • جدہ • الخبر • شارجہ • لاہور
• لندن • ہیوسٹن • نیویارک

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام

کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
• ریاض • جدہ • الخبر • شارجہ • لاہور
• لندن • ہیوسٹن • نیویارک



ہیڈ آفس: پوسٹ بکس 22743 الرياض 11416 سعودی عرب فون: 4033962-4043432 (009661)

فیکس: 4021659 ای میل: Darussalam@naseej.com.sa

بک شاپ فون: 4614483 فیکس: 4644945

جدہ فون و فیکس: 6807752 الخبر فون: 8692900 فیکس: 8691551

شارجہ فون: 5632623 (00916) فیکس: 5632624

پاکستان: ☆ 50 لوئر مال نزد ایم۔ اے۔ او کالج لاہور فون: 7232400 - 7240024 (0092 42)

فیکس: 7354072 ای میل: darussalam@mail.com

☆ رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور فون: 7120054 فیکس: 7320703

لندن: والتھامسٹور ایج فون: 5202666 (0044 208) فیکس: 5217645 ریجنٹ پارک پراچ فون: 207 7243363

ہیوسٹن فون: 7220419 (001 713) فیکس: 7220431 ای میل: darsalam@dar-us-salam.com

Website: http://www.dar-us-salam.com

نیویارک فون: 625 5925 (001718)

③ مکتبہ دارالسلام، ۱۴۲۳ھ
فہرستہ مکتبہ الملک فہد الوطنیہ أثناء النشر
النووی، أبو زکریا بن شرف
شرح الاربعین النوویۃ - الرياض.
۲۲۴ ص، ۲۱ سم ردمک: x-۸۳-۸۶۱-۹۹۶۰
(النص باللغة الاوردیة)
۱- الحديث - شرح - ۲- الحديث الصحيح أ- العنوان
دیوی ۲۳۷، ۲۳/۴۰۱۱
رقم الإيداع: ۲۳/۴۰۱۱
ردمک: x-۸۳-۸۶۱-۹۹۶۰

فہرست مضامین

38	اسلام کا پانچواں رکن: رمضان کے روزے	8	عرض ناشر
39	انسان کے تخلیقی مراحل اور انجام آخرت	10	مقدمہ امام نووی رحمہ اللہ
45	مذمت بدعت	13	بکھوار بعین نووی کے بارے میں
48	حلال، حرام اور اصلاحِ قلب	16	تذکرہ امام نووی رحمہ اللہ
50	وجوہ اشتباہ	21	اصلاح نیت کی ضرورت و اہمیت
52	اخلاص، خیر خواہی، وفاداری	22	نیت کی درستی اور خرابی سے کیا مراد ہے؟
54	اللہ تعالیٰ کے حق میں نصیحت	26	اسلام، ایمان اور احسان کے مفہام
54	کتاب اللہ کے حق میں نصیحت	30	فرشتوں کا انسانی صورت میں آنا
54	رسول کے حق میں نصیحت	30	وَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فِخْذَيْهِ
54	ائمہ مسلمین کے حق میں نصیحت	31	پہلا سوال: ارکانِ اسلام
54	عامۃ المسلمین کے حق میں نصیحت	31	دوسرا سوال: عقائدِ اسلام
55	تحفظ جان و مال مسلم	31	اسلام اور ایمان
59	اطاعت رسول کی فرضیت اور کثرت	32	تیسرا سوال: احسان
	سوالات کی ممانعت	33	چوتھا سوال: قیامت کب آئے گی
63	اکل حلال کی اہمیت اور کسبِ حرام.....	34	پانچواں سوال: علاماتِ قیامت
66	اجتنابِ شہات	35	حدیث جبریل کی اہمیت
68	مسلمانوں کا غیر متعلق امور سے اجتناب.....	35	ارکانِ اسلام
71	اسلامی اخوت، تکمیلِ ایمان	36	اسلام کا پہلا رکن: توحید و رسالت کا اقرار
74	خونِ مسلم کی حرمت اور جوازِ قتل کی.....	36	اسلام کا دوسرا رکن: اقامتِ صلوٰۃ
76	الشیب الزانی	37	اسلام کا تیسرا رکن: زکوٰۃ
76	قصاص	38	اسلام کا چوتھا رکن: حج



ارتداد	77	حیا	110
اسلامی آداب معاشرت	77	اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس پر ثابت قدمی	112
قول خیر یا خاموشی	78	واقعہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ	116
اکرام الجار	80	فرائض اور حلال و حرام کا التزام	120
اکرام الضیف	82	أَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ	122
غصہ سے ممانعت	84	وضو، ذکر، نماز، صدقہ، صبر اور قرآن کے فضائل	122
ہر کام سلیقے سے اور ہر ایک سے....	87	طہارت	125
احسان	88	ذکر الہی	127
احسان کی اہمیت	88	نماز	128
احسان فی القتل	89	صدقہ	129
احسان بالذبیحہ	89	صبر	130
تقویٰ اور حسن اخلاق	90	صبر کی تین قسمیں ہیں	130
تقویٰ	91	حرمت ظلم اور حقیقت توحید	131
توبہ	93	حرمت ظلم	135
توبہ کی قبولیت کی شرائط	95	ہدایت	137
حسن اخلاق	95	رزق	139
تقدیر اور توکل	97	لباس	140
پہلی نصیحت : اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت	100	استغفار	141
وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ	103	کلمۃ استغفار	142
وَإِذَا اسْتَعْنَيْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ	106	سید الاستغفار	143
توکل علی اللہ	108	صدقہ کا حقیقی مفہوم	145
ازالہ مشاکل	109	ہر نیکی صدقہ ہے	147
تقدیر، صبر	109	نیکی اور گناہ کی پہچان	152
شرم و حیا جزو ایمان ہے	109	وجوب التزام سنت	156

تدابیر	158	آقوی	158
کسی کی بیع پر بیع کرنا	158	اطاعت امیر	158
اخوت	160	اتباع سنت	160
حسن معاشرت، یتیم، ستر عیوب، طلب علم اور عمل کی فضیلت	160	اطاعت خلفائے راشدین	160
خدمت خلق	160	بدعت کی مذمت اور اس سے احتراز	160
تنگدست پر آسانی کرنا	163	ابواب الخیر	160
عیب پوشی	163	ابواب الخیر یعنی نیکی کے دروازے	163
بھائی کی مدد	164	روزہ	163
فضیلت طلب علم	164	مدقہ	164
اجتماعی طور پر تلاوت قرآن	164	قیام اللیل	164
صرف اعمال ہی ذریعہ نجات ہیں	165	حفاظت زبان	164
اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی وسعت رحمت	166	شرعی احکام کی اقسام	165
فرائض اور نوافل اللہ تعالیٰ کے قرب اور	168	فرائض	166
محبت کا ذریعہ ہیں	168	حدود	168
فرائض کی اہمیت	170	محرمات	168
نوافل کا درجہ	171	سکوت عنہا	170
نتیجہ	174	زہد کی حقیقت و فضیلت	171
خطا، نسیان اور جبر و اکراہ کی معافی	174	ضرر رسانی اور بطور انتقام ضرر سے	174
خطا	178	احتراز	174
نسیان	180	اثبات دعویٰ	178
مجبوری کی صورت میں کئے گئے عمل	185	مر بالمعروف و نہی عن المنکر	180
دنیا کی بے ثباتی	187	اسلامی معاشرت کے اصول	185
اطاعت رسول، ایمان کی علامت ہے	188	حسد	187
توبہ کی فضیلت اور رحمت الہی کی وسعت	189	بیہوش	188
		بخش	189

عرض ناشر

اربعین نویسی، علوم حدیث کی علمی دلچسپیوں کا ایک مستقل باب ہے۔ تذکرہ نگاروں کی روایات اور مؤرخین حدیث کی تفصیلات کے مطابق عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے اس فن پر پہلی اربعین مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بعد ازاں علم حدیث، حفاظت حدیث، حفظ حدیث اور عمل بالحدیث کی علمی اور عملی ترغیبات نے اربعین نویسی کو ایک مستقل شعبہ حدیث بنادیا۔ اس ضمن میں کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں اربعین کے سینکڑوں مجموعے اصول دین، عبادات، آداب زندگی، زہد و تقویٰ اور خطبات و جہاد جیسے موضوعات پر مرتب ہوتے رہے۔ ان میں سے ستر مجموعوں کا تذکرہ صرف ایک مستند چھ جلدوں پر مشتمل کتاب ”کشف الظنون“ میں ملتا ہے۔ برصغیر میں بھی اربعین نویسی کا ذوق رہا ہے اور اس ضمن میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے مولانا ابراہیم میرسیا لکوٹی تک اربعین کے بہت سے مجموعے ہمارے سامنے ہیں۔ اس سلسلہ سعادت میں ایک معتبر اور نمایاں نام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ کا ہے، جن کی اربعین اس سلسلے کی سب سے ممتاز تصنیف ہے۔

اربعین نویسی کے بارے میں جو روایات ملتی ہیں وہ ہرچند اسانید کے لحاظ سے ضعیف ہیں مگر عمل بالحدیث کے نقطہ نظر سے ان مرتبات میں بہت مفید لوازمہ فراہم کیا گیا ہے۔ بالتخصیص امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی اربعین میں اس امر کا التزام کیا ہے کہ تمام تر منتخب احادیث روایت اور سند کے اعتبار سے درست ہوں۔

ان منتخب احادیث کو اساسیات دین کی حیثیت حاصل ہے۔ گویا یہ کسی ایک موضوع پر مجموعہ حدیث کی بجائے دین و شریعت کے تمام اہم پہلوؤں پر ایک معیاری اور مستند انتخاب ہے۔ یہ انتخاب اس اہمیت کا حامل ہے کہ اس کے فہم اور عمل سے دین کے بیشتر تقاضے پورے ہو سکتے ہیں اور اس سے ایک دینی ذوق اور پاکیزہ سیرت کی آبیاری کی جاسکتی ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی اربعین میں اس امر کی کوشش کی ہے کہ بیشتر احادیث صحیح بخاری

اور صحیح مسلم سے ماخوذ ہوں۔ یوں قارئین کے لیے یہ اعتماد کی بات ہے کہ تمام تراحدیث سنداً صحیح ہیں۔ اپنی حسن ترتیب کے لحاظ سے مذکورہ امتیازات کے باعث یہ مجموعہ اربعین عوام و خواص میں قبولیت کا حامل ہے۔ انہی خصائص کی بنا پر اہل علم نے اس کی متعدد شروحات، حواشی اور تراجم کیے ہیں۔ عربی اور فارسی کی طرح اردو زبان میں بھی اس کی شروحات ملتی ہیں۔ مگر اس اربعین کی افادیت اس بات کا تقاضہ کرتی تھی کہ اس کی ایک جامع، محقق اور مستند شرح اردو زبان میں لکھی جائے جس سے علم و عمل کے متلاشیوں کو پیغام حق میسر آ سکے۔ محترم سعید مجتبیٰ سعیدی حفظہ اللہ نے اس ضرورت کو بڑے عالمانہ انداز میں ایک شگفتہ اسلوب کے ساتھ پورا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

علم الحدیث اور عمل بالنہ کے شائقین اس امر سے آگاہ ہیں کہ امام نووی رحمہ اللہ فن حدیث میں کس درجہ رسوخ کے حامل تھے۔ انہوں نے اپنے بچپن سے وفات تک کی پینتالیس سالہ زندگی جس علم و تقویٰ اور زہد و ورع سے بسر کی، اس کے اثرات ان کی تصنیفات میں نمایاں ہیں۔ آپ علوم اسلامی میں دستگاہ کامل رکھتے تھے، جس کا بہترین اظہار صحیح مسلم کی اس شرح سے ہوتا ہے جو اہل علم میں استناد کا درجہ رکھتی ہے۔ ”الاربعین“ کے علاوہ ان کی بیس کے قریب دیگر علمی تصنیفات ان کے عالمانہ قد و قامت کو متعین کرتی ہیں۔

ادارہ دار السلام اس عظیم محدث کی معروف ”الاربعین“ کی تازہ اردو شرح کو جس مٹی اور طباعتی معیار کے ساتھ پیش کر رہا ہے، اس کے باوصف ہمیں امید واثق ہے کہ اس کاوش کو اہل علم، علماء، دینی مدارس کے شیوخ اور سکولوں، کالجوں اور جامعات کے اساتذہ میں ان شاء اللہ العزیز پذیرائی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ اس کوشش کو عامۃ المسلمین کے لیے نافع اور مفید بنائے اور مرتب، مترجم، شارح، ناشر اور منتظمین کی حسنات میں شمار کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

عبدالمالک مجاہد

دار السلام، ریاض - لاہور

ربیع الاول 1423ھ / جون 2002ء

مقدمہ امام نووی رحمہ اللہ

﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ﴾ (الحشر ۵۹/۷)

”اور رسول تمہیں جو کچھ دیں اسے لے لو۔“

أما بعد :

حضرات علی بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابودرداء، ابن عمر، ابن عباس، انس بن مالک، ابو ہریرہ، اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم سے بہت سی اسناد کے ساتھ مختلف روایات میں ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص میری امت کے لئے امور دین سے متعلق چالیس احادیث حفظ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن فقہاء اور علماء میں سے اٹھائے گا۔“

ایک دوسری روایت میں ہے ”اللہ تعالیٰ اسے فقیہ عالم کی صورت میں اٹھائے گا“ اور حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے ”میں اس کے لئے سفارشی اور گواہ ہوں گا“ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے ”اسے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازہ سے چاہو داخل ہو جاؤ۔“ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ ”اس کا شمار علماء کی جماعت میں اور حشر شہداء کی جماعت میں ہو گا۔“ ماہرین حدیث کا اتفاق ہے کہ کثرت اسانید کے باوجود یہ حدیث ضعیف ہے مگر پھر بھی اہل علم نے اس سلسلہ میں بے شمار تصنیفات کی ہیں۔ میرے علم کے مطابق سب سے پہلے اس بارے میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے کتاب تصنیف کی۔

ان کے بعد عالم ربانی ابن اسلم طوسی، حسن بن سفیان نسائی، ابوبکر آجری، ابوبکر بن ابراہیم اصفہانی، دارقطنی، حاکم، ابونعیم ابو عبدالرحمن السلمی، ابو سعید المالینی، ابو عثمان الصابونی، عبداللہ بن محمد الانصاری اور ابوبکر البیہقی اور دیگر بہت سے متقدمین و متاخرین علماء نے تصنیفات کیں۔

انہی بزرگ ائمہ اور حفاظ کی اقتداء کرتے ہوئے میں نے بھی چالیس احادیث جمع کرنے کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا، اہل علم کا اتفاق ہے کہ فضائل اعمال سے متعلق احادیث خواہ ضعیف بھی ہوں ان پر عمل کرنا جائز ہے ^(۱) مگر میرا اعتماد محض مذکورہ بالا ضعیف حدیث ہی پر نہیں بلکہ صحیح احادیث میں وارد آنحضرت ﷺ کے اس قول پر ہے۔ آپ نے فرمایا:

«لِيُبْلَغَ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ» (صحیح البخاری، العلم، باب قول النبی ﷺ «رب مبلغ أوعى من سامع»، ح: ۶۷ وصحیح مسلم، القسامۃ، باب تغلیظ تحریم الدماء ...، ح: ۱۶۷۹)

”تم میں سے جو موجود ہے وہ ان لوگوں کو احادیث و احکام پہنچادے جو یہاں موجود نہیں۔“ اسی طرح آنحضرت ﷺ کا ایک اور فرمان بھی ہے:

«نَصَرَ اللَّهُ أَمْرًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيثًا فَحَفِظَهُ حَتَّى يُبْلَغَهُ» (سنن أبی

۱ امام نووی رحمہ اللہ کا یہ قول محل نظر ہے، ضعیف روایت مطلقاً ناقابل عمل ہے۔ خواہ اس کا تعلق احکام سے ہو یا فضائل اعمال سے اور یہی رائج ہے کیونکہ جب اس کی نسبت ہی رسول اللہ ﷺ سے جبت نہ ہوئی تو خواہ مخواہ ظن مرجوح کی بناء پر اس کو عقیدہ و عمل میں لانا درست نہیں۔ ان الظن لا یحیی من الحق شیئاً۔

بعض کبار محدثین نے بیت عنکبوت کی مانند اس کمزور موقف کی بڑے سخت انداز میں تردید کی ہے، لہذا اہل علم کی ذمہ داری ہے کہ اگر کوئی روایت ضعیف ہو تو بیان کرتے وقت اس کے ضعف کی نشاندہی ضرور کریں۔ وگرنہ عند اللہ گناہ گار ہوں گے۔ جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ صحیح مسلم کے مقدمہ میں ہیں الفاظ رقم طراز ہیں۔ «كَانَ آثِمًا بِفَعْلِهِ ذَلِكَ غَاشًا لِعَوَامِّ الْمُسْلِمِينَ» ”وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے ہاں گناہ گار اور عامۃ المسلمین کا خائن متصور ہو گا۔“ اور جو شخص جانتے بوجھتے ضعیف روایت پر عمل پیرا ہو وہ اس سے کہیں زیادہ قابل مذمت اور مستحق وعید ٹھہرتا ہے۔

مذکورہ بالا یہی موقف امام ابن حزم، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور بعض دیگر متقدمین و متاخرین محققین کا ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیں: مقدمۃ صحیح مسلم ص ۱۹، طبع دار السلام، قواعد التحذیر لاسمی: ۱۱۳، القاعدة الجلیلة ص ۸۴، صحیح الجامع، للالبانی، ۴۶/۱۔)

تذکرہ امام نووی رحمہ اللہ

(۶۳۱ھ-----۶۷۶ھ)

امام صاحب موصوف کو اللہ کریم نے گوناگوں اوصاف سے نوازا تھا۔ آپ بلند علمی مرتبہ کے حامل تھے۔ اہل علم نے آپ کو ”الامام“ ”الحافظ“ ”شیخ الاسلام“ اور ”محی الدین“ جیسے عظیم القابات سے موصوف کیا ہے۔

نام و نسب اور کنیت: آپ کی کنیت ابو زکریا اور پورا نام یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام ہے۔

تاریخ ولادت و مولد: آپ محرم ۶۳۱ھ کو دمشق کے نواحی گاؤں ”نووی“ میں پیدا ہوئے۔

نووی کی وجہ انتساب: اسی گاؤں کی نسبت سے آپ کو ”نووی“ یا ”نواوی“ کہتے ہیں آپ نام سے زیادہ اسی نسبت سے معروف ہیں۔

بچپن اور تعلیم: نیک سرشت والدین کی سرپرستی میں آپ اسلامی انداز پر پروان چڑھے۔

کرامت: ان کے والد کا بیان ہے کہ ان کی عمر سات برس تھی۔ ستائیس رمضان کی شب کو یہ میرے ساتھ سوئے ہوئے تھے کہ آدھی رات کو بیدار ہو گئے، کہنے لگے: ابا جان! یہ کیسی روشنی ہے جو سارے گھر میں پھیلی ہوئی ہے، سب گھر والے بیدار ہو گئے، کسی کو کچھ نظر نہ آیا۔ کہتے ہیں ان کی اس بات سے ہمیں یقین ہو گیا کہ آج شب قدر ہے۔ آپ بلوغت سے قبل ہی قرآن کریم حفظ کر چکے تھے۔ شب و روز تلاوت قرآن پاک میں مصروف رہتے۔ آپ کو تلاوت اور حصول علم کا بڑا شوق تھا آپ کو کھیل کود سے شدید نفرت تھی۔

امام صاحب کے شیخ یاسین بن یوسف الزرکشی کا بیان ہے، ان کی عمر دس برس تھی میں نے انہیں ”نووی“ میں دیکھا کہ بچے انہیں کھیلنے پر مجبور کرتے اور یہ روتے ہوئے ان سے رو بھاگ جاتے اور اس حال میں بھی تلاوت کرتے۔ ان کی معصومیت اور قرآن کی محبت دیکھ کر ان کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی۔ میں نے ان کی یہ حالت دیکھ کر ان کے قرآن پڑھانے والے استاذ سے جا کر سفارش کی کہ اس بچے کا خصوصی خیال رکھا کریں، امید ہے بچہ اپنے زمانے کا بہت بڑا عالم اور زاہد ہو گا۔ اور لوگ اس کے علم سے فائدہ اٹھائیں گے۔ استاذ نے مجھ سے کہا: کیا آپ نجومی ہیں؟ میں نے کہا: نجومی تو نہیں، اس کے آثار ہی ایسے ہیں۔ اور یہ باتیں مجھ سے اللہ تعالیٰ نے کہلوائی ہیں۔ استاذ نے ان باتوں کا ذکر ان کے والد سے کر دیا اور انہوں نے بھی ان پر بھرپور توجہ دی۔

آپ کو چونکہ حصول علم کا شغف انتہائی زیادہ تھا۔ آپ نے بچپن ہی میں فقہ کی بعض کتابیں پڑھ لی تھیں۔ آپ کے والد نے جب آپ کی قوت حافظہ اور تحصیل علم کا شوق دیکھا تو آپ کو اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لیے ۶۳۹ھ کو علم اور اہل علم کے مرکز دمشق لے آئے اور آپ کو ایک مدرسہ میں داخل کرا دیا۔ وہاں آپ نے فقہ شافعی کا بنظر غائر مطالعہ کیا اور بعض کتابیں زبانی یاد کر لیں۔ آپ نے اس مدرسہ میں قیام کے دوران خوب محنت کی اور کبھی بھی جی بھر کر نہ سوئے۔ آپ نے دیگر اہل علم کے علاوہ دمشق کے سب سے بڑے فاضل علامہ کمال الدین المغربي سے خوب استفادہ کیا۔

گدستی و سادگی: آپ نے طالب علمی کا زمانہ بڑی تنگدستی کے عالم میں بسر کیا، لیکن طلب حدیث اور حصول علم کے شوق میں یہ سب کچھ بخوشی برداشت کیا۔ آپ کو کھانے کی پروا نہ لباس کی۔ جو لباس ملتا زیب تن فرما لیتے اور جو میسر ہوتا صبر شکر کر کے کھا لیتے۔

آپ کا اکثر وقت مطالعہ کتب، عبادت، ریاضت اور اوراد و وظائف میں صرف ہوتا، ان رات حتیٰ کہ راہ چلتے بھی اپنا وقت ضائع نہ کرتے۔ سادگی اس قدر تھی کہ اہتمام سے غسل کی خاطر کبھی حمام کا رخ نہ کیا۔ آپ کے ایک ساتھی رشید بن معلم کہتے ہیں کہ میں نے محض اس لیے ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی کہ آپ غسل کے لیے حمام نہ جاتے اور

۱۔ اصلاح نیت کی ضرورت و اہمیت

عَنْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ أَبِي حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ» (رواه البخاري ومسلم)

امیر المؤمنین ابو حفص عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ”تمام اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کو اس کی نیت کے مطابق جزا ملے گی۔ جس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہو تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ اور جس کی ہجرت حصول دنیا کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہو تو اس کی ہجرت اسی چیز کے لئے ہے جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔“

تخریج: صحیح البخاری، بدء الوحي، باب كيف كان بدء الوحي إلى رسول الله ﷺ، ح: ۱ وصحيح مسلم، الإمامة، باب قوله ﷺ إنما الأعمال بالنية. ح: ۱۹۰۷.

لُحَجَّ لَا لِنِظَاطٍ: [حَفْصٍ] شِيرْ، ابو حفص یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔ [النِّيَّاتِ] جمع نية یعنی نیت کا معنی ارادہ ہے اور اصطلاحی طور پر اس ارادے کو کہتے ہیں جو فعل کے متعلق ہو۔ [هَجْرَةٌ] کا معنی لغوی طور پر ”ترک کرنا“ ہے اور شرعاً دین کو بچانے کی

غرض سے دارالکفر سے دارالاسلام کی طرف چلے جانے کو ہجرت کہا جاتا ہے۔ ”اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہے۔“ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ہجرت ریا اور دکھلاوے سے پاک ہے۔ اور اس کا مقصد صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضا کو حاصل کرنا ہے اس کی ہجرت مقبول ہے اور اسے اس کی جزا ملے گی۔ [لَدُنْيَا يُصِيبُهَا] کسی دنیوی غرض کے حصول کی خاطر ہو۔

تشریح: آنحضرت ﷺ نے اس حدیث مبارک میں یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ انسان کے تمام اعمال کی قبولیت اور ان کے اجر و ثواب کا انحصار نیت پر ہے۔ عمل کرنے والے کی نیت درست ہو تو اس کا عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور عمل کرنے والے کو اس کا ثواب ملتا ہے۔ اور اگر عمل کرنے والے کی نیت درست نہ ہو تو بظاہر وہ عمل کتنا ہی اچھا اور عمدہ کیوں نہ ہو، عمل کرنے والے کو اس کا ثواب نہیں ملتا، بلکہ وہ عمل اس کے لئے وبال اور باعث گناہ بن جاتا ہے۔ گویا نیت تمام اعمال کی روح ہے۔

نیت کی درستی اور خرابی سے کیا مراد ہے؟ نیت کی درستی سے مراد یہ ہے کہ نیک کام محض اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کیا جائے،

کسی کے خوف سے یا کسی کی خوشنودی کیلئے نہ ہو نیز لوگوں میں شہرت، نیک نامی یا دنیوی منفعت کا لالچ بھی نہ ہو۔ اور اگر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے کسی شخص کی خوشنودی یا لوگوں میں عزت و شہرت اور نام و نمود یا مزید کسی دنیوی لالچ و غرض کی خاطر کیا جائے تو یہ نیت کی خرابی ہے۔ اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہی چیز ایک مثال دے کر واضح فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص ہجرت جیسا عظیم عمل محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے رسول کی اطاعت و محبت کیلئے کرے تو اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیلئے ہے یعنی اس کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول اور وہ شخص اجر و ثواب کا مستحق ہے اور وہ رسول کا اطاعت گزار اور فرمانبردار ہے اور اگر ہجرت کرنے والے نے یہ عمل دولت کمانے یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لالچ میں کیا تو اس کی یہ ہجرت اسی کیلئے ہے جس کیلئے اس نے ہجرت کی یعنی اسے اس عمل کا کوئی ثواب نہ ہو گا۔ اور وہ رسول کا عقیدت مند اور فرماں

کس شمار نہ ہو گا۔ حالانکہ ہجرت ایک ایسا عظیم عمل ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **اِنَّ الْهَجْرَةَ تَهْدِيْكُمْ مَا كَانَ قَبْلَهَا** (صحیح مسلم، الإیمان، باب کون الإسلام... ما كان قبله... الخ، ح: ۱۲۱)

ہجرت کرنے سے انسان کی سابقہ زندگی کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔“
آنحضرت ﷺ نے اس حقیقت کو مختلف انداز سے بیان فرمایا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
ایک حدیث میں ہے۔ آپ نے فرمایا:

اِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ اِلَى صُورِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ اِلَى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (صحیح مسلم، البر والصلة والأدب، باب تحريم ظلم المسلم...، ح: ۲۵۶۱)

بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری شکل و صورت اور مال و دولت کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور دلوں کو دیکھتا ہے (کہ تم عمل کس نیت سے کرتے ہو۔)“

تقریباً کریم میں اسی اخلاص کو تقویٰ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَنْ يَبَالَ اللَّهُ لِحُومِهَا وَلَا دِمَائِهَا وَلَكِنْ يَبَالُهُ النَّقْوَى مِنْكُمْ (صحیح مسلم، ح: ۳۷۰۲)

اللہ کو قربانی کا گوشت یا خون نہیں پہنچتا بلکہ اسے تو تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔“
یعنی تمہارے اس عمل میں اخلاص ہے یا نہیں؟ اخلاص ہو تو بظاہر حقیر اور معمولی عمل
مگر حق کے ہاں انسان کے لیے نجات اور سرخروئی کا سبب بن سکتا ہے۔ ایک حدیث
میں آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا:

قیامت کے روز ایک قاری، ایک سخی اور ایک شہید کو اللہ تعالیٰ کے ہاں پیش کیا جائے گا۔ اللہ ان سے باری باری ان کے اعمال کے متعلق دریافت کرے گا تو قاری کہے گا: یا اللہ! میں نے تیرا دین سیکھا اور زندگی بھر لوگوں کو سکھاتا رہا۔ سخی کہے گا: یا اللہ! میں نے تیرا دیا ہوا مال نیکی کے ہر راستے میں خوب لٹایا، اور شہید کہے گا: یا اللہ! میں نے دشمنوں سے قتال کرتا رہا اور بالآخر میں خود بھی ان سے لڑتا ہوا مارا گیا۔ اللہ اس